TQ Lesson 188 Surah Furqan Ayat 35-57 tafseer1

آیت نمبر 35. وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَا مَعَهُۥٓ أَخَاهُ هَٰرُونَ وَزِيرًا

ترجمہ۔ ہم نے حضرت موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے ساتھ اس کے بھائی ہارونؑ کو مددگار کے طور پر لگایا

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ اور تحقیق ہم نے دی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب **وَجَعَلْنَا مَعَهُۥٓ** اور ہم نے بنایا اس کے ساتھ **أَخَاهُ** اس کے بھائی کو اور بھائی کا نام کیا تھا؟ ہارون علیہ السلام اور بھائی کو اللہ رب العزت نے کیا بنایا؟ **وَزِيرًا** وزیر، مددگار کے طور پر اب آپ دیکھئے کہ اب یہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور پھر اس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے درمیان کی جو قومیں ہیں ان کا بڑا مختصر سا حوالہ ہے اور اللہ تعالیٰ بتاتے ہیں کہ ان قوموں کے اندر میں نے رسولوں کو مبعوث کیا یعنی رسولوں کو بھیجا تو یہاں پہ رسولوں کا ذکر کرنا اور ان کی قوموں کا ذکر کرنا اس کا مقصد کیا ہے؟ اگر آپ پچھلی آیات کو اپنے ذہن میں رکھیں تو آپ کو یہ بات یاد ہوگی کہ رسول اللہ ﷺ کا اہل مکہ مذاق اڑاتے تھے کہ اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو پھر آپ ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے خزانے نازل کیوں نہیں کیے باغات سے آپ کو کیوں نہیں نوازا فرشتے آپ کے ساتھ کیوں نہیں آئے یا پھر یہ کہ یہ کیسا رسول ہے **وَقَالُواْ مَالِ هَٰذَا ٱلرَّسُولِ يَأْكُلُ ٱلطَّعَامَ وَيَمْشِى فِى ٱلْأَسْوَاقِ ۙ** یا پھر وہ یہ بھی کہتے تھے کہ قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہیں اللہ تعالیٰ نے نازل کر دیا **لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ ٱلْقُرْءَانُ جُمْلَةً وَٰحِدَةً** تو پچھلی آیات جو ہیں ان میں مخالفین کے اعتراضات، ان کے مطالبات اور ان کا استہزاء ان کا مذاق اڑانا اس کا ذکر ہے اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے جہاں ان کے اعتراضات اور مطالبات کا جواب دیا ہے وہاں پہ رسول اللہ ﷺ کو تسلی بھی دی ہے اور آپ کی قوم کو اس بات سے آگاہ بھی کیا ہے کہ اگر تم نے رسول ﷺ کی تعلیمات پر عمل نہ کیا اگر تم لوگوں نے رسول اور کتاب (قرآن مجید) کا ساتھ نہ دیا تو مت بھولو کہ تمہارا انجام بھی وہی ہوگا جو پچھلی قوموں کا تھا اور وہ کونسی قومیں تھیں؟ وہ قومیں جنہوں نے اپنے دور کے انبیاء کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا اب آپ دیکھئے کہ سب سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا جا رہا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے سب سے زیادہ جلیل القدر صاحب کتاب اور صاحب شریعت نبی بھی ہیں اور رسول بھی ہیں اللہ رب العزت فرماتے ہیں **وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ** کہ ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو الکتاب دی اب آپ دیکھئے کہ اے محمد ﷺ صرف آپ کو یہ قرآن مجید نہیں دیا بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی کتاب عطا کی تھی اور **ال** کا لگنا (الف لام) عربی زبان میں (the) کے معنی دیتا ہے خاص کر دیتا ہے۔ نکرہ سے وہ چیز معرفہ ہو جاتی ہے تو یہاں پہ اللہ رب العزت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کیے جانے والے احسانات کا ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی تھی کسی اور نے نہیں ہم نے دی تھی اور **الکتاب** سے مراد کیا ہے؟ مفسرین یہ کہتے ہیں کہ الکتاب سے مراد وہ کتاب نہیں ہے جو کہ تورات کے نام سے معروف ہے کیونکہ تورات جب آپ مصر سے نکل گئے تھے تب اللہ تعالیٰ نے دی تھی تو کہتے ہیں کہ یہاں پہ الکتاب سے مراد وہ ہدایات ہیں جو نبوت پر فائز کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی تھیں کیونکہ اللہ رب العزت نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی بنایا تو نبی بناتے ہی ان کو کچھ ہدایات دی تھیں کہ آپ فرعون کے پاس جائیے فرعون کے

دربار میں آپ کیا پیغام دیجیے اور کس طرح سے دیجیے تو وہ خطبے بھی اور وہ ہدایات بھی جو شروع میں اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی تھیں تو مفسرین یہ کہتے ہیں کہ یہاں پہ ان کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ نے کہا ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو الکتاب عطا کی تھی ہم نے ہدایات دیں تھیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور پیغمبر کو ہدایات دیا جانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کیوں؟ پیغمبر اللہ تعالیٰ کا سفیر ہوتا ہے اور صرف **الکتاب** ہدایات ہی نہیں دیں تھیں کہ آپ جائیے فرعون کے پاس بلکہ کیا کیا تھا؟ **وَجَعَلْنَا مَعَهُ** اور ہم نے اس کے ساتھ بنا دیا **أَخَاهُ** اس کے بھائی کو **هَٰرُونَ وَزِيرًا** وزیر کے طور پر یہاں پر اللہ رب العزت اپنے دوسرے بڑے احسان کا ذکر کرتے ہیں کہ ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کو ان کا مددگار بنا دیا تھا۔ آپ جب بنی اسرائیل کو لے کے مصر سے نکل آئے تھے اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر بلایا پھر آپ کو تورات عطا کی اس سے پہلے یعنی مصر میں رہتے ہوئے جو احکامات تھے کہ بنی اسرائیل کے ساتھ کیا کریں؟ کیسے فرعون کے پاس جائیں تو مصر سے خروج سے پہلے جو ہدایات دی گئیں وہ بھی تو اللہ کی نازل کردہ تھیں تو ان کو **الکتاب** اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں اور **الکتاب** کہتے ہیں کسی لکھی ہوئی چیز کو اور دوسری طرف کیا ہے کہ کتاب مل گئی ہدایات مل گئیں اب ان پر عمل کیسے کیا جائے تو آپ اکیلے نہیں تھے بلکہ حضرت ہارون علیہ السلام کو آپ کے ساتھ ہم نے وزیر بنا دیا تھا اور آپ دیکھیں کہ ایک اکیلا ہوتا ہے دو ہو جائیں تو گیارہ ہو جاتے ہیں اور اگر ایک کے ساتھ آپ زیرو لگاتے جائیں تو آپ دیکھیں کیا ہے کہ چیز ضرب ہوتی چلی جاتی ہے چیز بہت بڑھ جاتی ہے اب یہاں پر کیا کہا جا رہا ہے کہ آپ کے بھائی کو بنا دیا تھا آپ کے ساتھ وزیر اور **وَزِيرًا (و ز ر)**سے ہے اس کے معنی ہوتے ہیں اٹھانا اور اگر **واؤ** کے نیچے زیر آجائے وِزر تو بوجھ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے تو وزیر کون ہے بوجھ اٹھانے والا کیسا بوجھ اٹھانا ؟حکومت کا، مملکت کا جو بھی کام، جو بھی ذمہ داری ہے اس میں وہ ساتھ مدد کرتا ہے وہ تعاون کرتا ہے تو اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تنہا نہیں چھوڑا اکیلا نہیں چھوڑا بلکہ ان کے بھائی کو ان کا وزیر بنا دیا اور آپ دیکھیں کہ ایک بہت بڑا کام ہو اور نبوت کا فریضہ بہت بڑا کام تھا اس میں اللہ رب العزت نے آپ کے اپنے بھائی کو آپ کا وزیر بنایا اور آپ پہلے پڑھ چکیں ہیں یہ بات کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ اللہ رب العزت آپ بنا دیجیے میرے بھائی کو میرے کام میں میرا معاون اور مددگار۔ تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ پھر ہم نے ان کے بھائی ہارون کو بھی ان کا وزیر بنا دیا گویا کہ مدد کرنے والا بنا دیا اور رسول اللہ ﷺ کے وزیر کون تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور باقی سارے صحابہ بھی آپ کے وزیر تھے مشیر تھے لیکن خاص طور پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہمیں نام نظر آتا ہے تو پھر اس سے کیا پتہ چلتا ہے کہ اپنے کام میں لوگوں کو ساتھ معاون اور مددگار بنانا چاہئے مل جل کر کام کرنا چاہئے اور بڑے خوش قسمت ہوتے ہیں وہ لوگ جو آواز بلند کرتے ہیں پکارتے ہیں اور وہ لوگ جو اس پکار پر لبیک کہتے ہیں اور اس طرح پھر اللہ کے دین کا کام رفتہ رفتہ جمتا جمتا آگے ہی آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ پھر آپ دیکھئے کہ آیت نمبر 35 یہاں سے قوموں کے واقعات شروع ہو رہے ہیں آیت نمبر35 سے لے کر 44 تک رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کو صبر اور استقامت کی تلقین کرنے کے لئے پچھلی تاریخ سے مختصراً واقعات سنائے گئے ہیں۔

آیت نمبر 36. فَقُلْنَا اذْهَبَا إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَدَمَّرْنَاهُمْ تَدْمِيرًا

ترجمہ۔ اور اُن سے کہا کہ جاؤ اُس قوم کی طرف جس نے ہماری آیات کو جھٹلا دیا ہے آخر کار اُن لوگوں کو ہم نے تباہ کر کے رکھ دیا

فَقُلْنَا اذْهَبَا پھر ہم نے ان دونوں سے کہا **اذْهَبَا** یہاں پہ آرڈر کا صیغہ ہے **اِذْهَبْ** تم ایک جاؤ **اَذْهَبَآ** اصل میں تھا **اذْهَبَانِ** تثنیہ کا نون گر چکا ہے تم دونوں جاؤ اور دونوں سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام ہیں **وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ هَارُونَ وَزِيرًا** ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی **وَجَعَلْنَا** اور ہم نے بنا دیا **مَعَهُ** اس کے ساتھ **اخَاهُ** اس کے بھائی **هَارُونَ وَزِيرًا** مددگار **وَزِيرًا** اس کا مطلب ہوتا ہے اٹھانا **وِزر** بوجھ کو کہتے ہیں اور وزیر جو بوجھ کو اٹھائے مددگار اور ہارون کو اس کا مددگار بنا دیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کہ میرے بھائی کو میرا مددگار بنا دیجیے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے بھائی ہارون کو ان کا مددگار بنا دیا. **فَقُلْنَا** پس ہم نے ان سے کہا **اذْهَبَا** تم دونوں جاؤ **إِلَى ٱلْقَوْمِ** ایک ایسی قوم کے پاس **ٱلَّذِينَ كَذَّبُواْ بِـَٔايَٰتِنَا** اس قوم کی طرف جس نے ہماری آیات کو جھٹلایا ہے تو اب آپ دیکھئے کہ فرعون نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا تھا کونسی آیات جو حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے ذریعے ان کو پہنچی تھیں اور جن کی تبلیغ بعد میں ایک مدت تک بنی اسرائیل کے انبیاء کرتے رہے۔ **فَدَمَّرْنَاهُمْ تَدْمِيرًا** آخر کار ان لوگوں کو ہم نے تباہ کر کے رکھ دیا **دَمَّرْنَاهُمْ** اس کے معنی ہوتے ہیں کسی چیز پر ہلاکت ڈالنا، کسی کو پامال کر دینا ،کسی کو نیست و نابود کر دینا، اکھیڑ دینا، ہلاک کر دینا جیسے کسی کو بالکل ہی اکھیڑ کر رکھ دیا جائے اس کے لئے بھی یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے درخت ہے تو اگر جڑوں کو اکھیڑ دیا جائے تو درخت سوکھ جائے گا تو آخر کار ان لوگوں کو بھی ہم نے تباہ کر کے رکھ دیا کیوں؟ انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا تھا

آیت نمبر 37. وَقَوْمَ نُوحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنَاهُمْ وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ آيَةً ۖ وَأَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا

ترجمہ۔یہی حال قوم نوحؑ کا ہوا جب انہوں نے رسولوں کی تکذیب کی ہم نے اُن کو غرق کر دیا اور دنیا بھر کے لوگوں کے لئے ایک نشان عبرت بنا دیا اور ان ظالموں کے لئے ایک دردناک عذاب ہم نے مہیا کر رکھا ہے

اور یہی حال قوم نوح کا ہوا **لَّمَّا كَذَّبُواْ ٱلرُّسُلَ** جب انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا **أَغْرَقْنَاهُمْ** تو ہم نے ان کو غرق کر دیا **وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ آيَةً ۖ** اور دنیا بھر کے لوگوں کے لئے انہیں نشانِ عبرت بنا دیا **وَأَعْتَدْنَا لِلظَّٰلِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا** اور ان ظالموں کے لئے ایک دردناک عذاب ہم نے مہیا کر رکھا ہے تو ایک طرف قومِ فرعون کا ذکر ہے اور دوسری طرف قومِ نوح کا ذکر ہے یہاں پہ اللہ تعالیٰ کیا بتا رہے ہیں کہ قومِ فرعون ہو یا قومِ نوح جب انہوں نے رسولوں کا انکار کیا تو پھر اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھی ان کو سزا دی اور انہیں کیا سزا ملی تھی ؟ ان کو غرق کر دیا **وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ آيَةً ۖ** دنیا بھر کے لوگوں کے لئے ایک نشانی بنا دیا اور ان ظالموں کے لئے ایک دردناک عذاب ہم نے مہیا کر رکھا ہے اور اس سے مراد ہے

قیامت کا عذاب یعنی آخرت میں جو انہیں دردناک سزا ملے گی اللہ تعالیٰ اس سے ڈرا رہے ہیں اور **وَأَعْتَدْنَا** اس کے معنی ہیں کہ اہتمام سے تیار کر رکھا ہے

آیت نمبر 38. وَعَادًا وَثَمُودَا وَأَصْحٰبَ ٱلرَّسِّ وَقُرُوناً بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيرًا

ترجمہ۔ اِسی طرح عاد اور ثمود اور اصحاب الرس اور بیچ کی صدیوں کے بہت سے لوگ تباہ کیے گئے

پھر اس کے بعد **وَعَادًا** اور عاد کو **وَثَمُودَا** اور ثمود کو تو قوم عاد کی طرف حضرت ھود علیہ السلام کو بھیجا گیا تھا قومِ ثمود کی طرف حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا گیا تھا **وَأَصْحٰبَ ٱلرَّسِّ وَقُرُوناً** اور اصحاب الرس کے بارے میں اختلاف ہے لیکن کہتے ہیں کہ یہ ایک ایسی قوم تھی جس نے اپنے پیغمبر کو کنویں میں پھینک کر یا لٹکا کر مار ا تھا **رس** عربی زبان میں پرانے کنویں یا اندھے کنویں کو کہا جاتا ہے **وَقُرُوناً** اور قومیں بہت سی **بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيرًا** اور بیچ کی صدیوں کے بہت سے لوگ یعنی صرف یہی قومیں قومِ فرعون اور قومِ نوح اور قومِ عاد اور قومِ ثمود نہیں ۔ **وَأَصْحٰبَ ٱلرَّسِّ وَقُرُوناً** اور اصحاب الرس اور بیچ کی صدیوں کے بہت سے لوگ تباہ کر دیئے گئے

آیت نمبر 39. وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْأَمْثَالَ ۖ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا

ترجمہ۔ ان میں سے ہر ایک کو ہم نے مثالیں دے دے کر سمجھایااور آخرکار ہر ایک کو غارت کر دیا

وَكُلًّا اور سب کو **تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا** آخرکار غارت کر دیا آپ دیکھیں کہ **وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا** اس کے معنی کیا ہیں کہ تباہ کر دینا تہس نہس کر دینا **(ت ب ر)** اس کا روٹ ہے اور اس کے معنی ہیں توڑ دینا ہلاک کر دینا، بالکل ہی تباہ و برباد کر دینا، نشان تک مٹا دینا، تہس نہس کر دینا

آیت نمبر 40. وَلَقَدْ أَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي أُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۚ أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ نُشُورًا

ترجمہ۔ اور اُس بستی پر تو اِن کا گزر ہو چکا ہے جس پر بدترین بارش برسائی گئی تھی کیا انہوں نے اس کا حال دیکھا نہ ہو گا؟ مگر یہ موت کے بعد دوسری زندگی کی توقع ہی نہیں رکھتے

یہ جو آیت نمبر چالیس ہے اس میں قوم لوط کی طرف اشارہ ہے **وَلَقَدْ أَتَوْا** اور بے شک وہ گزر چکے ہیں **عَلَى الْقَرْيَةِ** ایک ایسی بستی پر **الَّتِي** وہ بستی جو **أُمْطِرَتْ** برسائی گئ، برسایا گیا **مَطَرَ** بَارِشْ **السَّوْءِ** بُری اور اس بستی پر تو ان کا گزر ہو چکا ہے جس پر بدترین بارش برسائی گئی تھی اور یہ تھی حضرت لوط علیہ السلام کی بستی ان کی قوم پر بدترین بارش سے مراد پتھروں کی بارش ہے اور اہلِ حجاز کے قافلے فلسطین اور شام جاتے اس علاقے سے گزرتے تھے اور وہ تباہی کے آثار دیکھتے تھے بلکہ آس پاس کے باشندوں سے قومِ لوط کی عبرتناک داستانیں بھی سنتے رہتے تھے کیا انہوں نے اس کا حال دیکھا نہ ہوگا مگر یہ موت کے بعد دوسری زندگی کی توقع ہی نہیں رکھتے اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ یہ اس بات کے قائل نہیں کہ آخرت ہوگی اور حساب کتاب ہوگا اس لئے یہ ان سارے واقعات سے کوئی عبرت حاصل نہیں کرتے

آیت نمبر 41. وَإِذَا رَأَوْكَ إِن يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا

ترجمہ۔یہ لوگ جب تمہیں دیکھتے ہیں تو تمہارا مذاق بنا لیتے ہیں (کہتے ہیں) "کیا یہ شخص ہے جسے خدا نے رسول بنا کر بھیجا ہے؟

یہ لوگ جب آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کا مذاق اڑاتے ہیں کہتے ہیں کیا یہ شخص ہے جسے اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے تو اب یہاں پر پچھلی قوموں کا ذکر کر کے کہ کیسے انہوں نے اپنے نبیوں کو جھٹلایا دوبارہ اہلِ مکہ کا ذکر کیا جارہا ہے

آیت نمبر 42. إِن كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ آلِهَتِنَا لَوْلَا أَن صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۚ وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا

ترجمہ۔ اِس نے تو ہمیں گمراہ کر کے اپنے معبودوں سے برگشتہ ہی کر دیا ہوتا اگر ہم اُن کی عقیدت پر جم نہ گئے ہوتے" اچھا، وہ وقت دور نہیں ہے جب عذاب دیکھ کر اِنہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ کون گمراہی میں دور نکل گیا تھا

إِن كَادَ **(ک و د)** اس کا روٹ ہے اس کا مطلب ہوتا ہے نزدیک ہونا قریب ہونا **إِن كَادَ** بے شک قریب تھا **لَيُضِلُّنَا** کہ گمراہ کر دیتا ہم کو **عَنْ ءَالِهَتِنَا** ہمارے معبودوں سے یعنی یہ تو ہمیں ہمارے معبودوں سے گمراہ کر دیتا **لَوْلَآ أَن صَبَرْنَا عَلَيْهَا** اگر ہم اپنے معبودوں پر ثابت قدم نہ رہتے **لَوْلَآ أَن صَبَرْنَا عَلَيْهَا** کا مطلب کیا ہے کہ اگر ہم اپنے معبودوں کی عقیدت پر جم نہ گئے ہوتے تو یہ تو ہمیں ہمارے معبودوں سے ہٹا دیتے۔ **وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا** اللہ تعالیٰ دھمکی دے رہے ہیں کہ اچھا جلدی ان کو پتہ چل جائے گا۔ **وَسَوْفَ** یہ دو لفظ استعمال ہوتے ہیں دونوں کا ترجمہ عنقریب ہوتا ہے مستقبل میں

قریب۔ لیکن یہ جو **سَ** ہے یہ مستقبل قریب میں جلدی اور سوف یہ مستقبل بعید میں جلدی کے لئے آتا ہے جیسے آپ کہیں کے کلاس کے بعد میں سو جاؤں گی تو **سَ** کا لفظ استعمال کریں گے اور اگر کہیں کل یہ کام کروں گی تو آپ **سوفَ** کہیں گی اور ابھی کے لئے آپ **سَ** کا لفظ بولیں گی تو دونوں کے معنی عنقریب یعنی جلدی ہی کچھ ابھی کر لیں گی کچھ آپ کل کریں گی یعنی کچھ ابھی تھوڑی دیر میں اور کچھ بعد میں یا جیسے کچھ دس دن کے بعد کچھ ایک مہینے کے بعد تو جو مستقل میں جلدی کرنا ہے تو **سَ** اور جو ذرا دیر سے کرنا ہے تو اس کے لئے **سوفَ** لفظ آتا ہے۔ **وَسَوْفَ** اور عنقریب **يَعْلَمُونَ** وہ جان لیں گے **حِينَ** جس وقت **يَرَوْنَ ٱلْعَذَابَ** وہ دیکھیں گے عذاب کو **مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا** کہ کون بھٹکا ہوا تھا ،کون گمراہی میں دور نکل گیا تھا

آیت نمبر 43. أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا

ترجمہ۔کبھی تم نے اُس شخص کے حال پر غور کیا ہے جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا خدا بنا لیا ہو؟ کیا تم ایسے شخص کو راہِ راست پر لانے کا ذمہ لے سکتے ہو؟

کبھی تم نے اس شخص کے حال پر غور بھی کیا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا خدا بنا لیا۔ **حدیث** کا مفہوم ہے نبی ﷺ نے فرمایا: اس آسمان کے نیچے اللّٰہ تعالیٰ کے سوا جتنے معبود بھی پوجے جا رہے ہیں ان میں اللّٰہ کے نزدیک بد ترین معبود وہ خواہش نفس ہے جس کی پیروی کی جا رہی ہو - (طبرانی) تو اب یہاں پر دعوت دی جا رہی ہے اس بات کی کہ جو لوگ بھی شرک کرتے ہیں اور اپنی خواہشات کو خدا کا مقام دے دیتے ہیں تو کیا تم نے غور کیا اس شخص کے حال پر جس نے اپنی خواہشات نفس کو اپنا خدا بنا لیا کیا تم ایسے شخص کو راہ راست پر لانے کا ذمہ لے سکتے ہو **أَفَأَنتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا**

آیت نمبر 44. أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ ۖ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا

ترجمہ۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ ان میں سے اکثر لوگ سنتے اور سمجھتے ہیں؟ یہ تو جانوروں کی طرح ہیں، بلکہ اُن سے بھی گئے گزرے۔

أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ کیا تم سمجھتے ہو کہ ان میں سے اکثر لوگ سنتے اور سمجھتے ہیں **إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ ۖ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا** بلکہ یہ تو جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے ہیں تو یہاں پر اللّٰہ رب العزت سمجھا رہے ہیں کہ یہ باپ دادا کی تقلید کرتے ہیں یہ اپنی خواہشات نفس کی پیروی کرتے ہیں اور یہ اللّٰہ اور اللّٰہ کے رسول کی اطاعت نہیں کرتے اور بدترین معبود جو پوجا جاتا ہے کون ہے؟ انسان کی اپنی خواہشات نفس (کہ جو چیز اچھی لگی بس وہ کرنا شروع کر دی یعنی جو چیز

نفس کو اچھی لگی اس کو اپنا دین اور مذہب بنا لیا)تو ایسے شخص کو کون ہدایت پر لا سکتا ہے کون ایسے شخص کو اللّٰہ کے عذاب سے چھڑائے گا یہ تو وہ شخص ہے کہ اس کے لئے اس کے برے اعمال خوشنما بنا دیئے گئے اب اس پر کیا افسوس کرنا "**حضرت ابن عباس** رضی اللّٰہ عنہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں زمانہ جاہلیت میں آدمی ایک عرصے تک سفید پتھر کی عبادت کرتا رہتا جب اسے اس سے اچھا پتھر نظر آجاتا تو وہ پہلے پتھر کو چھوڑ کر دوسرے پتھر کی پوجا شروع کردیتا ". یہ کون لوگ ہیں جو عقل اور فہم سے عاری ہیں اور اپنی خواہشات نفس کی پیروی کرتے ہیں اللّٰہ تعالی رسول اللّٰہ ﷺ کو مخاطب کر کے کہہ رہے ہیں کہ اے محمد ﷺ ایسے لوگوں کو آپ ہدایت کے راستہ پر نہیں لگا سکتے آپ انہیں ہدایت کی طرف رہنمائی نہیں دے سکتے اب آپ بھی غور کیجیے کہ آپ کس کا کہنا مانتے ہیں

؎"سو خداوند ملے ایک سے ایک سجدہ طلب

آدمی سخت مراحل سے خدا تک پہنچا"

تو محاسبہ کرنا ہے جائزہ لینا ہے کہ آپ کیا کرتی ہیں آپ دیکھیں کہ سورت الفاتحہ سے لے کر سورت الناس تک اللّٰہ تعالی نے کتنے احکامات دیئے ہیں مثال کے طور پر آپ سمجھیں کہ سو ہیں تو سو میں سے کتنوں پر آپ عمل کرتیں ہیں اور کتنے ایسے ہیں کہ زندگی کے فیصلے آپ اپنی مرضی سے کرتی ہیں میں اپنی مرضی سے کرتی ہوں تو یہ ہے جس کا جائزہ لینا ہے کیا عذر تراشو گے اس دن
؎"جب حشر میں پوچھا جائے گا
*تھا پاس خزانہ قوت کا
*وہ کس مقصد پہ صرف کیا
*اس وقت کہو گے کیا، بولو
*ہر عذر کو کانٹے پر تولو"